جلد ۲۶ | مورخہ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۸ء | نمبر ۲۴۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سچا احمدی وہی ہے جو اپنی ہر چیز احمدیت کی راہ میں قربان کر دے

"یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں۔ بلکہ نزدیک ہیں۔ کہ دشمن روسیاہ ہوگا۔ اور دوست نہایت ہی بشاش ہوں گے۔ کون ہے دوست؟ وہی جس نے نشان دیکھنے سے پہلے مجھے قبول کیا۔ اور جس نے اپنی جان اور مال اور عزت کو ایسا فدا کر دیا ہے۔ کہ گویا اس نے ہزارہا نشان دیکھ لئے ہیں۔ سو یہی میری جماعت ہے۔ اور میرے ہیں۔ جنہوں نے مجھے اکیلا پایا۔ اور میری مدد کی۔ اور مجھے غمگین دیکھا۔ اور میرے غمخوار ہوئے۔ اور ناآشنا ہو کر پھر آشناؤں کا سا ادب بجا لائے خدا تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو۔ اگر نشانوں کے دیکھنے کے بعد کوئی کھلی صداقت کو مان لے گا۔ تو مجھے کیا۔ اور اس کو اجر کیا۔ اور حضرت عزت میں اس کی عزت کیا۔ مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے۔ جنہوں نے دقیق نظر سے مجھ کو دیکھا۔ اور فراست سے میری باتوں کو وزن کیا۔ اور میرے حالات کو جانچا۔ اور میرے کلام کو سُنا۔ اور اس میں غور کی۔ تب اسی قدر قرائن سے خدا تعالیٰ نے ان کے سینوں کو کھول دیا۔ اور میرے ساتھ ہو گئے۔ میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے۔ اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کے لئے مجھے حکم بناتا ہے۔ اور میری راہ پر چلتا ہے۔ اور اطاعت میں فانی ہے اور انانیت کی جِلد سے باہر آگیا ہے۔ مجھے آہ کھینچ کر یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ کھلے نشانوں کے طالب وہ تحسین کے لائق خطاب اور عزت کے لائق مرتبے میرے خداوند کی جناب میں نہیں پا سکتے۔ جو ان راستبازوں کو ملیں گے۔ جنہوں نے چھپے ہوئے بھید کو پہچان لیا۔ اور جو اللہ جلّ شانہٗ کی چادر کے تحت میں ایک چھپا ہوا بندہ تھا۔ اس کی خوشبو ان کو آگئی۔ انسان کا اس میں کیا کمال ہے۔ کہ مثلاً ایک شہزادہ کو اپنی فوج اور جاہ و جلال میں دیکھ کر پھر اس کو سلام کرے۔ باکمال وہ آدمی ہے۔ جو گداؤں کے پیرایہ میں اس کو پاوے۔ اور شناخت کر لیوے۔ مگر میرے اختیار میں نہیں۔ کہ یہ زیرکی کسی کو دوں۔ ایک ہی ہے جو دیتا ہے۔ وہ جس کو عزیز رکھتا ہے۔ ایمانی فراست اس کو عطا کرتا ہے۔ انہی باتوں سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں۔ اور یہی باتیں ان کے لئے جن کے دلوں میں کجی ہے۔ زیادہ تر کجی کا موجب ہو جاتے ہیں"۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۹ و ۳۵۰)

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۵ر اکتوبر۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت سر درد۔ ضعف اور چکروں کے باعث بدستور ناساز ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے متعلق ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ آپ کے اپریشن کا زخم خدا تعالیٰ کے فضل سے مندمل ہو رہا ہے۔ عام طبیعت بھی بفضلِ خدا اچھی ہے۔

سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بنت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت کل سے اچھی ہے۔ اس وقت جبکہ شام کے سات بجے ہیں۔ ۱۰۱ درجہ حرارت ہے احباب سے کامل صحت کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

سیدہ ام طاہر احمد حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے روبصحت ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا کریں۔

صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا بخار اتر گیا ہے الحمد للہ۔ صاحبزادہ وسیم احمد صاحب بھی بفضل خدا اچھے ہیں۔ اور ان کی چوٹ کے زخم بھی اچھے ہیں۔

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ مولوی عبد الغفور صاحب بہانشہ محمد عمر صاحب اور گیانی واحد حسین صاحب بھلوال ضلع شاہ پور سے واپس آگئے ہیں۔

جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی طبیعت ناساز ہے دعائے صحت کی جائے۔

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب جماعت احمدیہ سے

رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(۱) اللہ تعالیٰ نے جس عظیم الشان خدمت کا موقعہ جماعت احمدیہ کو دیا ہے۔ وہ دنیا کے پردہ پر بہت ہی کم قوموں کو نصیب ہوا ہے:۔

(۲) مگر جس قربانی کا اس جماعت سے مطالبہ ہے۔ وہ بھی بہت کم جماعتوں سے ہوا ہے۔ اور وُہ قربانی صبر ہے۔ یعنی استقلال اور ہمت سے ایک ایسے نتیجہ کا انتظار جو گو یقینی ہے۔ مگر نسبتاً لمبے عرصہ کے بعد ظاہر ہونے والا ہے:۔

(۳) مگر اس امتحان میں ایک قوم ہم سے پہلے کامیاب ہو چکی ہے۔ اور وہ مسیحیوں کی قوم ہے۔ انہیں کامیابی تین سو سال کے بعد ہوئی جس عرصہ میں لاکھوں عیسائی قتل کیا گیا۔ لاکھوں وطن سے بے وطن ہوا۔ لاکھوں کے مال و اسباب لوٹ لئے گئے۔ صدی کے بعد صدی آئی لیکن اس قوم نے ہمت نہ ہاری۔ آخر تین سو سال بعد فقیری کی گُدڑی پھینک کر بادشاہت کا خلعت پہنا۔ اور آناً فاناً سب دنیا پر چھا گئی۔ اسی لمبے انتظار کا نتیجہ تھا۔ کہ وہ اس قدر لمبے عرصہ تک حکومت کرنے کے قابل ہو گئی:۔

(۴) جماعت احمدیہ کے انتظار کا زمانہ تو اس سے بہت کم ہے۔ پھر کیا ہمارا صبر پہلے مسیح کی امت سے زیادہ شاندار نہیں ہونا چاہئیے

(۵) ہمارے مسیح نے جو معجزات دکھائے وُہ پہلے مسیح سے بہت زیادہ اور زیادہ اہم ہیں۔ پھر کیا ہمارے ایمان ان سے بہت زیادہ قوی نہیں ہونے چاہئیں اور کیا اسی کے مطابق ہماری قربانیاں بڑھی ہوئی نہیں ہونی چاہئیں:۔

(۶) مگر اے عزیزو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس دفعہ یعنی تحریک جدید کے دوسرے دور میں جماعت نے اس طرح قربانی پیش نہیں کی جس طرح کہ اس نے پہلے دور میں پیش کی تھی:۔

(۷) آج تحریک جدید کا کام محض اس وجہ سے رک رہا ہے۔ کہ بعض دوستوں نے اپنے وعدے پورے کرنے میں سستی دکھائی ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ یہ سستی کمی ایمان کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ محض بھول چوک کی وجہ سے ہے:۔

(۸) پس میں تمام دوستوں کو ان سب کو جنہوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا تھا۔ اور ان سب کو جن کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت کی چنگاری سلگ رہی ہے۔ گو وُہ عہدہ دار نہیں کہتا ہوں۔ کہ کمر کس کر کھڑے ہو جائیں۔ اور گھر بہ گھر پھر کر ان دوستوں سے چندے وصول کریں۔ جو وعدہ تو کر چکے ہیں۔ مگر ابھی انہوں نے ادا نہیں کیا:۔

(۹) گذشتہ سالوں کے بقائے ملا کر ستر ہزار کے قریب وعدوں کی وصولی باقی ہے۔ پس یہ کام معمولی نہیں۔ آپ کی رات دن کی تگ و دو کو چاہتا ہے۔ کیونکہ وعدوں کی وصولی کی تاریخ میں دو ماہ سے بھی کم اب باقی ہیں:۔

(۱۰) آپ کی یہ محنت رائگاں نہ ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل آپ پر جو وصولی کریں گے نازل ہوں گے اور ان پر بھی جو میری آواز پر لبیک کہتے ہوئے فوراً اپنے وعدے پورے کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(۱۱) دوستوں کو یہ بھی چاہئیے کہ وُہ ساتھ کے ساتھ دعائیں بھی کرتے جائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنے خاص فضل فرمائے۔ جو وعدے پورے کرنے والے ہیں۔ اور ان کی سستی کو دور کرے۔ جو شامتِ اعمال کی وجہ سے ابھی اس نعمت کو حاصل نہیں کر سکے۔ کیونکہ آخر وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اور ان کی سستی ہم پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اور اگر خدا تعالیٰ انہیں بخشے۔ تو یہ ہمارے لئے ویسا ہی خوشی کا موجب ہے جیسا کہ اس نے ہمیں بخشا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲ رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ

تحریک یوم التبلیغ کی کامیابی

اخبار اہلحدیث میں یوم التبلیغ منانے کی تجویز

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ہدایات کے ماتحت جماعت احمدیہ کئی سالوں سے یوم التبلیغ مناتی آرہی ہے۔ اور جیسا کہ بیرونی جماعتوں کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے یہ تحریک نہایت ہی بابرکت ثابت ہوئی ہے۔ اس کے نتیجہ میں ہزاروں لوگوں تک نہایت آسانی کے ساتھ پیغام حق پہونچ جاتا ہے۔ اور بغیر اس کے کہ جماعت پر مالی لحاظ سے کوئی خاص بوجھ پڑے۔ وہ اپنے فرض کی ادائیگی بکمال خوبی سرانجام دے لیتی ہے۔ پھر چونکہ اس دن جماعت کا ہر شخص تبلیغ کے لئے گھر سے نکل کھڑا ہوتا ہے اس لئے جماعت کے دوستوں میں بیداری بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ زنگ جو سستی اور کاہلی کی وجہ سے انسانی قلوب پر لگ جاتا ہے۔ دور ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کا ایک اور فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ ہر شخص تبلیغ میں حصہ لینے کے لئے اس خیال سے کہ نہ معلوم مخالف کیا اعتراض کریں۔ اور اس کا جواب اسے آئے یا نہ آئے دینی کتب کا مطالعہ کرتا ہے۔ اور اس طرح نہ صرف خود اسے سلسلہ کی تعلیم سے واقفیت ہو جاتی ہے۔ بلکہ وہ دوسروں کو بھی احمدیت کے لٹریچر سے آگاہ کر سکتا ہے۔ غرض یوم التبلیغ کے کئی ایک فوائد ہیں۔ جن سے جماعت احمدیہ متمتع ہوتی ہے اور یہ فخر اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو ہی حاصل ہے۔ کہ اس نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ارشاد پر یوم التبلیغ کی تحریک کو جاری کیا اور پھر اُسے اپنی عملی جد و جہد سے بہت حد تک کامیاب بنایا۔ مگر جماعت احمدیہ کے تتبع میں ۱۴ اکتوبر کے "اہلحدیث" میں بھی "تحریک یوم التبلیغ" کے زیر عنوان ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ:-

"اس تحریک کے بانی اور عامل اور معلم حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ جنہوں نے یوم آخر شعبان یا شعبان کے آخری جمعہ میں تبلیغ بلیغ کا خاص اہتمام فرما کر مہاجرین و انصار کو خاص خطبہ مرحمت فرمایا"

پھر مضمون نگار نے اپنی رائے یہ ظاہر کی ہے۔ کہ جس دن مولوی ثناء اللہ صاحب زخمی ہوئے تھے۔ اس دن کو یوم التبلیغ قرار دیا جائے۔ ہمیں اس سے بحث نہیں۔ کہ اہلحدیث اپنے لئے کون سا یوم التبلیغ تجویز کرتے ہیں۔ آیا مولوی ثناء اللہ صاحب کے مجروح ہونے کا دن یا کوئی اور۔ ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت کی ترقی کے لئے جو تجویز فرمائی۔ اور جسے آج سے کئی سال پہلے حضور جماعت کے سامنے پیش فرما چکے ہیں اور جس پر جماعت عمل کرتی چلی آرہی ہے وہ ایسی اعلےٰ اور کامیاب ہے۔ کہ اب "اہلحدیث" بھی یوم التبلیغ منانے کی تجویز کر رہے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ۔ کہ مسلمانوں کو جو تعلیم دی گئی ہے۔ وہ اتنی اعلےٰ اتنی پسندیدہ اور اتنی خیر و برکت سے بھری ہوئی ہے کہ کفار باوجود اسلام کی سر توڑ مخالفت کرنے کے باوجود بغض اور کینہ سے ہر وقت اندھے رہنے کے پھر بھی بے اختیار ہو کر یہ خواہش کرتے ہیں کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ کاش اُن کے اندر وہی خوبیاں ہوتیں۔ جو مسلمانوں کے اندر پائی جاتی ہیں۔ یہ گویا معیار ہے۔ جو کفر اور اسلام میں ہے۔ اور یہ وہ معیار ہے۔ جو رشد اور ضلالت میں ایک بیّن امتیاز قائم کر دیتا ہے۔ اسی معیار کے ماتحت آج سلسلہ احمدیہ کی صداقت بھی یقینی طور پر ثابت ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ مرکز سلسلہ سے اسلام کی برتری اور فوقیت کے لئے جو تجویز پیش کی جاتی ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد مخالفین اسے اپنا دستور العمل قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کی تحریک سب سے پہلے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے پیش فرمائی۔ اور حضور نے ہی یہ زرین اصل تجویز فرمایا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف دشمنان اسلام کا پراپیگنڈا اسی طرح دور ہو سکتا ہے۔ جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات طیبہ کے کارناموں سے ہر کہ و مہ کو آگاہ کیا جائے۔ اور ہر ملک۔ ہر شہر۔ ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں جلسے کئے جائیں۔ جن میں سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل پر لیکچر دیئے جائیں۔ یہ تحریک کامیاب ہوئی۔ تو مسلمانوں نے بھی یوم النبیؐ منانا شروع کر دیا اور سیرت کمیٹیاں بنا کر وہ کام کرنا چاہا۔ جو سب سے پہلے جماعت احمدیہ نے شروع کیا تھا۔ یہی حال یوم التبلیغ کا ہے۔ سب سے پہلے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت کے سامنے یہ تحریک پیش فرمائی۔ مگر اب "اہلحدیث" بھی اختیار کرنے کی خواہش کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ تبلیغ مسلمانوں کا ایک مقدس فرض ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کہ اے امت محمدیہ کے لوگو! تم خیر امۃ ہو۔ اور تمہارا کام یہ ہے۔ کہ تم اپنی زندگیاں لوگوں کی خیر خواہی کے لئے وقف کر دو۔

اسی طرح اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ میں بھی تبلیغ کو باحسن طریق ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ میں خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پہلا فرض تبلیغ اسلام قرار دیا گیا ہے

غرض تبلیغ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ مگر دنیا بھر میں تبلیغ کرنے کے لئے ایک نظام کی ضرورت ہے۔ ایک امام کی ضرورت ہے اور صداقت اسلام پر غیر متزلزل ایمان کی ضرورت ہے۔ مگر ان میں سے کوئی بات بھی دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ اس وجہ سے اول تو ان کے نزدیک یوم التبلیغ کوئی معنے نہیں رکھتا۔ اور اگر وہ جماعت احمدیہ کی نقل میں یوم التبلیغ شروع بھی کر دیں تو اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکیگا۔ ہاں جو تبلیغ اسلام میں حصہ لینا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ جماعت احمدیہ میں شامل ہو جائے۔ اور ایک واجب الاطاعت امام

علومِ آسمانی کے اکتساب میں یکتائے روزگار نبی

امّی و در علم و حکمت بے نظیر ؎ زیں چہ باشد حجّتے روشن ترے

(المسیح الموعودؑ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امیّت

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا امی ہونا کوئی ایسا امر نہیں۔ جس پر تاریخی شواہد پیش کرنے کی ضرورت ہو۔ مگر عیسائی جب قرآن کریم کے متعلق یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کی تعلیمات کتب سابقہ سے ماخوذ ہیں۔ تو وہ چونکہ دبے الفاظ میں یہ بھی کہا کرتے ہیں۔ کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے۔ اور وہ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں ایک دو باتیں بھی پیش کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امیّت کے خلاف عیسائی جو دلائل پیش کرتے ہیں۔ ان کا ذکر کرکے ان دلائل کا بودہ پن ظاہر کیا جائے :-

پہلی دلیل

پہلی دلیل جو اس ضمن میں عیسائیوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہے یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب مسلمانوں اور کفار کے مابین ایک عہدنامہ مرتب ہوا۔ اور اس کی پیشانی پر لکھا گیا کہ عہدنامہ مابین محمد رسول اللہ اور سہیل بن عمرو۔ تو سہیل نے "رسول اللہ" کے الفاظ پر اعتراض کیا۔ اور کہا۔ کہ اگر قریش محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو رسول اللہ تسلیم کرتے تو مخالفت کیوں کرتے۔ وہ تو آپ کو اللہ کا رسول تسلیم نہیں کرتے۔ پس عہدنامہ سے رسول اللہ کے الفاظ کاٹ دیئے جائیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جو یہ عہدنامہ لکھنے پر مقرر تھے فرمایا کہ یہ الفاظ کاٹ دو۔ اور اس کی جگہ محمد ابن عبداللہ لکھ دیا جائے مگر حضرت علیؓ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ میں یہ الفاظ اپنے ہاتھ سے کاٹوں۔ آپ نے فرمایا اچھا پھر مجھے دکھاؤ کہاں وہ الفاظ ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وہ مقام دکھایا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان الفاظ پر لکیر کھینچ دی۔ اور ان کی بجائے محمد بن عبداللہ کے الفاظ لکھ دیئے۔ عیسائی اس سے یہ استدلال کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جو یہ کہا جاتا ہے کہ آپ اَن پڑھ تھے۔ اس واقعہ کو دیکھتے ہوئے کیونکر صحیح مانا جاسکتا ہے۔

دوسری دلیل

دوسرا استدلال وہ اس واقعہ سے یہ کرتے ہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت رونما ہوا احادیث میں آتا ہے۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری لمبی ہوگئی۔ اور آپ کو یہ یقین ہوگیا کہ یہ مرض الموت ہے۔ تو آپ نے ایک دن حاضر الوقت صحابہؓ سے فرمایا کہ میرے پاس قلم دوات لاؤ۔ میں تمہیں کوئی ایسی بات لکھ دوں۔ جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت تکلیف زیادہ تھی۔ اس لئے صحابہ میں اختلاف ہوگیا بعض کہتے کہ اس وقت قلم دوات لانا مناسب نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکلیف بڑھ جائے گی۔ اور بعض کہتے کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قلم دوات لانے کا حکم دیا ہے۔ تو ہمیں اس کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہمیں کتاب اللہ کافی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی اور ہدائت کی ضرورت نہیں۔ چونکہ یہ شور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تکلیف دہ ثابت ہوا اور آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بات سن کر یہ اندازہ بھی لگا لیا۔ کہ میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا۔ وہ جلیل القدر صحابہ پہلے ہی سمجھے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ نے دوبارہ قلم دوات لانے کا ارشاد نہ فرمایا۔ اور ہدائت کی کہ لوگ میرے پاس سے چلے جائیں۔ کیونکہ مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ اس سے بھی یہ استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم امی نہیں تھے۔ کیونکہ اگر آپ امی ہوتے تو قلم دوات کیوں منگاتے اور کیوں فرماتے کہ آؤ میں کوئی ایسی بات تمہیں لکھ دوں جسکے بعد تم گمراہ نہیں ہوگے

حروف شناسی کا ملکہ

ان دو واقعات میں سے پہلے واقعہ کے متعلق تو یہ عرض ہے۔ کہ باوجود اس واقعہ کی صحت کو تسلیم کرنے کے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پڑھے لکھے تھے۔ بلکہ صرف اتنا ثابت ہوتا ہے۔ کہ ایک لمبے عرصہ تک معاہدات اپنے سامنے لکھوانے اور تحریرات کے بار بار آنکھوں کے سامنے آنے کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حروف شناسی ہوگئی تھی۔ اور حروف شناسی امر دیگر ہے۔ اور تعلیم میں مزاولت امر دیگر۔ یعنی اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ جس تحریر کو بھی پڑھنا چاہتے بلاتکلف پڑھ سکتے۔ یا جو کچھ لکھنا چاہتے بلا روک ٹوک لکھ سکتے۔ بلکہ اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کو ایک لمبا عرصہ کے بعد کچھ حروف شناسی ہوگئی تھی۔ اور آپ اپنا نام بھی لکھ سکتے تھے۔ اس سے زیادہ نہ آپ لکھ سکتے تھے۔ اور نہ پڑھ سکتے تھے لیکن زیر بحث مسئلہ میں سوال حروف شناسی کا نہیں بلکہ ایسی تعلیم کا ہے جس کے نتیجہ میں بزعم مخالفین آپ نے تورات بھی پڑھ لی۔ اناجیل بھی پڑھ لیں۔ طالمود بھی پڑھ لی۔ صحف انبیاء بھی پڑھ لئے۔ اسی طرح لاطینی سریانی اور عبرانی وغیرہ بیسیوں زبانیں ازبر کرلیں۔ اور پھر ان زبانوں میں شائع شدہ کتابوں کو پڑھا۔ اور سمجھا۔ اور قرآن کریم جیسی کتاب ان سے اخذ کرکے بنالی۔ غرض دعوےٰ تو اتنا بڑا کیا جاتا ہے مگر دلیل یہ دی جاتی ہے۔ کہ آپ نے حضرت علی رضؓ سے دریافت کرکے اپنے نام پر لکیر پھیر دی۔ اور محمد بن عبداللہ یا صرف ابن عبداللہ لکھ دیا۔ کیا جو شخص اپنا نام لکھ سکے۔ وہ مروجہ علوم سے بھی آشنا ہوتا ہے۔ یا جس زبان میں وہ اپنا نام لکھنا جانتا ہو اس زبان کی کتابوں کو بھی پڑھ سکتا ہے ہمارا روزمرہ کا تجربہ ہے۔ کہ اپنے دستخط وہ لوگ بھی کرسکتے ہیں۔ جو ابجد سے بھی ناواقف ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ کسی دوسرے سے سیکھ لیتے ہیں کہ نام کس طرح لکھنا چاہیئے۔ اور پھر اسی طرح گھیرے اور دندانے ڈال لیتے ہیں :-

پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے محض نام لکھ لینے سے جس سے صرف آپ کی حروف شناسی کے ملکہ کا پتہ چلتا ہے۔ یہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ کہ آپ نے واقعہ میں تعلیم حاصل کی یا آپ واقعہ میں روانی کے ساتھ لکھ پڑھ سکتے تھے۔ اور جیسا کہ بتایا جاچکا ہے۔ آپ کے اندر اس قسم کی حروف شناسی کا ملکہ پیدا ہوجانا کوئی بعید از عقل امر نہیں۔ یہ واقعہ زمانۂ نبوت کا ہے۔ اور زمانۂ نبوت میں بکثرت مراسلات و معاہدات آپ کے سامنے تیار ہوتے تھے۔ آپ کی نظروں کے سامنے سے گزرا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو حروف شناسی ہوگئی۔ مگر اس سے زیادہ کوئی دعویٰ کرنا ایسی بات ہے جسے تاریخ تسلیم نہیں کرتی :-

تاریخی قرائن

مذکورۃ الصدر واقعہ کے بھی بعض پہلو ایسے ہیں۔ جو صریحاً بتاتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محض حروف شناسی ہوئی تھی۔ چنانچہ پہلا قرینہ اس امر پر یہ ہے۔ کہ صحیح مسلم میں جہاں اس واقعہ کو بیان کیا گیا ہے وہاں یہ ذکر آتا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں "رسول اللہ" کا لفظ نہیں مٹاؤں گا۔ تو رسول کریم نے فرمایا۔ ارنی مکانھا۔ مجھے دکھاؤ۔ کہ کہاں رسول اللہ کا لفظ ہے فاراہ مکانھا فمحاھا وکتب ابن عبد اللہ (مسلم جلد ۲۔ کتاب الجہاد والسیر باب صلح الحدیبیہ) جب حضرت علیؓ نے وہ جگہ بتلائی۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنے حصہ کو مٹا دیا۔ اور اس کی جگہ ابن عبد اللہ لکھ دیا اب اگر یہ درست ہو۔ کہ آپ بخوبی لکھ پڑھ سکتے تھے۔ تو آپ کو یہ کہنے کی ضرورت کیا تھی۔ کہ ارنی مکانھا۔ مجھے دکھاؤ۔ کہ کہاں وہ لفظ ہیں۔ آپ کا یہ الفاظ اپنی زبان مبارک سے نکالنا بالصراحت اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ آپ خود یہ معلوم نہیں کر سکتے تھے۔ کہ کہاں کونسا جملہ لکھا ہوا ہے۔ ورنہ حضرت علیؓ کو ارنی مکانھا کہنے کا کوئی مطلب ہی نہیں تھا۔ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۲۱ میں بھی فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم فارنیہ فاراہ ایاہ کے الفاظ آتے ہیں۔ جو اسی مفہوم کے حامل ہیں جس مفہوم کو مسلم کی حدیث نے واضح کیا ہے پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری عمر میں حروف شناسی ضرور ہو گئی تھی۔ مگر جس طرح کوئی پڑھا لکھا شخص لکھتا ہے۔ اس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز نہیں لکھ سکتے تھے۔ اور جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ اپنا نام لکھنا کوئی ایسی بات نہیں جسے آپ کی امیت کے خلاف پیش کیا جا سکے۔ کئی لوگ باوجود تعلیم سے نا آشنا ہونے کے نام لکھنا جانتے ہیں۔ بلکہ بعض تو انگریزی میں بھی اپنا نام لکھ سکتے ہیں۔ حالانکہ انگریزی کا وہ ایک حرف بھی نہیں جانتے۔

پھر اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے طبری میں آتا ہے۔ فاخذہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولیس یحسن یکتب فکتب مکان رسول اللہ محمد (طبری جلد ۳ صفحہ ۱۵۴۹)

تاریخ الکامل میں لکھا ہے فاخذہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و لیس یحسن ان یکتب فکتب موضع رسول اللہ محمد بن عبد اللہ (جلد ۲۔ صفحہ ۸۴)

ان عبارات کا مفہوم یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے گو "رسول اللہ" کا لفظ کاٹ کر اس کی جگہ صرف محمد یا محمد بن عبد اللہ لکھ دیا مگر آپ بخوبی لکھنا نہیں جانتے تھے۔ بلکہ معمولی طرز پر جس طرح آپ لکھ سکتے تھے۔ لکھ دیا۔ یہ الفاظ بھی اس امر کا ثبوت ہیں۔ کہ آپ کو اپنا نام لکھنے کی بھی پوری مشق نہیں تھی۔ کجا یہ کہ کچھ اور لکھ سکتے۔

پس جب آپ اپنا نام بھی پوری طرح نہیں لکھ سکتے تھے۔ تو یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ آپ نے دنیا جہان کی کتابیں پڑھ ڈالیں۔ اور ان سب کی نصائح کا عطر نکال کر قرآن مجید کے اوراق پر بکھیر دیا۔

پھر اگر آپ لکھنا پڑھنا بخوبی جانتے تھے۔ تو چاہئے تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قلم لے کر آپ خود تمام معاہدہ لکھنا شروع کر دیتے۔ مگر تاریخ یہی بتاتی ہے۔ کہ تمام معاہدہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ہی لکھا۔ آپ نے صرف کفار کے اصرار اور حضرت علیؓ کے انکار پر اپنا نام معمولی طور پر لکھا۔

پس اس واقعہ سے حروف شناسی کا اثبات تو ہو سکتا ہے۔ مگر آپ کی امیت کو باطل نہیں قرار دیا جا سکتا۔

مرض الموت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

پھر جو دوسرا واقعہ پیش کیا گیا ہے اس سے بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امیت کے خلاف استدلال کرنا نادانی ہے۔ وہاں بے شک ھلموا اکتب لکم کتاباً لن تضلوا بعدہ کے الفاظ آتے ہیں۔ مگر اکتب کے لفظ کے یہ معنے نہیں۔ کہ آؤ۔ میں تمہیں لکھ دوں۔ بلکہ یہ ہیں۔ کہ قلم دوات لاؤ۔ میں تمہیں کچھ لکھوا دوں۔ آخر انسان کے اندر خدا نے عقل کا مادہ بھی رکھا ہوا ہے۔ یہ بھی تو سوچنا چاہیئے۔ کہ یہ ذکر کس موقعہ کا ہے۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سخت کرب و اضطراب کی حالت میں تھے۔ اور حضرت فاطمہ کی گھگھی بندھی ہوئی تھی۔ اور وہ بار بار روتی ہوئی کہتی تھیں۔ پیارے ابا آپ کو کتنی تکلیف ہے۔ ایسی شدید تکلیف کی حالت میں اکتب کے یہ معنے لینا کہ آؤ میں تمہیں خود کچھ لکھ دوں۔ عقل کے بالکل خلاف ہے۔ اس کے یہی معنے تھے۔ کہ قلم دوات میرے پاس لاؤ۔ میں تمہیں کچھ لکھوا دوں۔ مگر چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسبنا کتاب اللہ کہہ دیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سمجھ گئے۔ کہ صحابہؓ خود اس بات کو خوب سمجھتے ہیں۔ کہ قرآن مجید پر عمل ہی ایسی چیز ہے۔ جس کے بعد انسان گمراہ نہیں ہو سکتا۔ تو آپ نے دوبارہ قلم و دوات لانے کی ہدایت نہ فرمائی۔ اور اس کے تھوڑے دنوں کے بعد ہی آپ وفات پا کر اپنے مولےٰ کی گود میں چلے گئے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا معلم خود خدائے ذوالجلال تھا

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں۔ کہ ہمارا آقا۔ ہمارا مطاع ہمارا محبوب اور ہمارا جان و دل سے پیارا رسول امی تھا۔ خود خدا نے اسے اپنے پاک کلام میں امی قرار دیا ہے۔ پس ہمارا سر یہ لفظ کہہ کر شرم سے نیچے نہیں جھکتا۔ بلکہ فخر سے اور زیادہ اونچا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارے آقا نے امی ہو کر وہ دبدبہ اور رعب حاصل کیا۔ کہ قیصر و کسریٰ اس کے غلاموں کے آگے سر جھکا کر حاضر ہو گئے۔ نجاشی شاہ حبش اس کی وحی کی چند آیات سنتے ہی اس قدر متاثر ہوا۔ کہ رونے لگ گیا۔ اور اس نے بے اختیار ہو کر کہا۔ کہ بلاشبہ مسیح اور اس مدعی نبوت کا کلام ایک ہی چشمہ سے نکلا ہوا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ کتابوں کا پڑھ لینا بھی ایک علم ہے۔ مگر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ دنیا میں صرف یہی ایک علم ہے بیشک یہ بھی ایک علم ہے۔ مگر اس علم سے کروڑہا درجے بڑھ کر وہ علم ہے۔ جو خدائے عالم الغیب اپنے محبوب ترین بندوں کو خود سکھاتا۔ اور خود ان کا معلم و استاد بنتا ہے۔ پس آپ امی تھے۔ ان معنوں میں کہ آپ نے دنیا کے کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا۔ مگر آپ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ کے ماتحت ایک علیم و خبیر ہستی کے مظہر کامل بھی تھے۔ اور آپ ہی کی وجہ سے دنیا میں علوم کے دریا بہہ نکلے۔ یہاں تک کہ آج دنیا میں کوئی خوبی ثابت نہیں کی جا سکتی۔ جو اسلام میں نہ ہو۔ اور کوئی ایسا حسن دکھایا نہیں جا سکتا۔ جو قرآن مجید میں نہ ہو۔ جس طرح آج سے کئی ہزار سال پہلے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہا تھا۔ کہ:۔

"انسان فقط روٹی ہی کھانے سے جیتا نہیں رہتا۔ بلکہ ہر ایک بات سے جو خداوند کے منہ سے نکلتی ہے جیتا رہتا ہے" (استثنا ۸/۳)

اسی طرح یہ بھی بالکل سچ ہے۔ کہ علم صرف دنیوی علوم کے حاصل کر لینے کا نام نہیں۔ بلکہ اصل علم وہ ہے۔ جو براہ راست خدا تعالےٰ کی طرف سے آئے اور اصل عالم وہی ہے جس کا معلم خود خدائے ذوالجلال ہو۔ اور یہ علم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں علےٰ وجہ الکمال موجود تھا۔ کوئی نہیں۔ جو اسلام اور قرآن سے بڑھ کر دنیا کے سامنے علم کی کوئی بات پیش کر سکے۔ اور کوئی نہیں۔ جو اس چیلنج کو توڑ سکے۔ اگر کسی میں ہمت ہے۔ تو آگے آئے۔ دنیا خود بخود اندازہ لگا لے کہ کس کا قرآن کریم سچ ہے۔ اور کس کا جھوٹ۔

اُذْکُرُوْا اَمْوَاتَکُمْ بِالْخَیْرِ

آہ شیخ منظور علی صاحب شاکر

از حضرت میر محمد اسحاق صاحب

ابتدائی حالات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں امرتسر کا ایک خاندان احمدی ہؤا اور قادیان رہائش کے لئے آیا۔ یہ خاندان چھ بھائیوں ایک بہن اور ایک والدہ پر مشتمل تھا۔ اس خاندان میں سب سے بڑے بھائی شیخ فیض علی صاحب صابر تھے۔ جو اس وقت بفضلہ تعالےٰ قادیان میں موجود ہیں۔ اور سب سے چھوٹے بھائی شیخ منظور علی صاحب شاکر تھے۔ شاکر صاحب میرے اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہم عمر تھے۔ اس لئے بچپن میں ہمارے ساتھ اکٹھے اٹھتے بیٹھتے۔ اور کھیلتے تھے۔

ملازمت اور اسکے بعد

شیخ صاحب نے قادیان میں میٹرک پاس کیا۔ اور پھر پولیس کی ٹریننگ لے کر سب انسپکٹری کے عہدہ پر یو۔پی میں متعین ہوئے۔ جہاں سے گزشتہ سال انعام اور معقول پنشن لے کر ریٹائر ہوئے اور چند ماہ قادیان رہ کر سیر کے لئے ولائت گئے۔ اور بادشاہ کے دربار تاج پوشی کے موقعہ پر لنڈن میں تھے پھر وہاں سے تمام یورپ کی سیر کرتے ہوئے واپس قادیان آگئے۔ اور چند ماہ تک یہاں قیام کر کے دوبارہ سیر اور تجارت کی غرض سے امریکہ کے سفر کے ارادہ سے نکلے اور خلیج فارس کے راستہ اسلامی ممالک کی سیر کرتے ہوئے لنڈن جا پہونچے۔ اور وہاں قیام کیا۔

وفات

ارادہ تھا کہ امریکہ جائیں گے۔ کہ ایک ہفتہ ہؤا درد صاحب کا تار حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے نام پہونچا کہ شاکر صاحب اچانک فوت ہوگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ

اے میرے اللہ تو اسے بخشدے

وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ

اور اس پر رحم فرما۔ اور اسے اپنی عافیت میں لیلے

وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ

اور اس سے درگزر فرما۔ اور اسکی باعزت مہمانی فرما

وَوَسِّعْ مَدْخَلَہٗ

اور اس کو رہائش کے لئے وسیع مکانات دے

وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ

اور اسکے دنیوی گھر کے بدلہ آخرت میں اسے بہتر گھر دے

وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ

اور اسے دنیوی سوسائٹی سے بہتر سوسائٹی عطا ذ

ذاتی خوبیاں

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنیوالے میں شیخ صاحب نہائت خوش آواز اور قرآن مجید نہائت خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ خوش شکل اور جامہ زیب تھے۔ پولیس کی ملازمت کی طرف قطعاً طبیعت راغب نہ تھی۔ صرف ذریعہ معاش کے طور پر اس سلسلہ میں منسلک ہے ان کا میلان طبعی فلسفہ کی طرف تھا۔ بالخصوص ان آخری پانچ چھ سالوں میں وہ ہر وقت عامۃ الورود سوالات کے حل کرنے اور غور کرنے میں لگے رہتے تھے۔ دنیا کیا ہے؟ اس کی ابتدا کس طرح ہوئی؟ اس کی انتہا کیا ہوگی؟ اس دنیا کی پیدائش کی غرض کیا ہے؟ آخرت کی سزا اور جزا کی کیا حقیقت ہے؟ وغیرہ وغیرہ ان مسائل پر وہ گفتگو نہائت آزادی اور وسعت خیالی سے کرتے۔ اور واقعہ میں ہر شخص ان سے اس قسم کی گفتگو میں عہدہ برا نہیں ہوسکتا تھا۔ مگر وہ ان امور پر تبادلۂ خیالات ہر شخص سے نہ کرتے تھے۔ ان کا دماغ آخری سالوں میں ہر وقت سوچ اور بچار میں لگا رہتا تھا۔ عملاً نہائت شریفانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ یہ میرا اچھی طرح کا تجربہ ہے۔ کہ یتامیٰ اور مساکین کی امداد کا ان میں بہت جذبہ تھا۔ کسی شخص کی مفلوک الحالی جو اس کے چہرہ یا کپڑوں سے ظاہر ہورہی ہو۔ وہ برداشت نہ کرسکتے تھے۔ اور ضرور امداد کرتے تھے۔ خواہ ان کا واقف ہو یا ناواقف یہاں تک کہ لنڈن کے اس دوسرے سفر میں انہوں نے ایک آوارہ مگر مفلوک الحال شخص کی امداد کبھی بذریعہ ہوٹل میں کھانا کھلانے کے اور کبھی کپڑے پھٹنے پر کپڑوں کے ذریعہ کی۔ مگر اس نے ایک بدمعاش کے ذریعہ انہیں لوٹنے کے لئے ان پر قاتلانہ حملہ کردیا۔ جس سے وہ بال بال بچ گئے۔ مرحوم کو مختلف علوم سے ایسی دلچسپی تھی۔ کہ جب وہ شہر علیگڑھ کے تھانہ میں متعین تھے۔ تو افسرانِ بالا کی اجازت سے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کرتے ہوئے کالج میں داخل ہوگئے اور ایف۔ اے پاس کیا۔ پھر بی۔ اے تک انگریزی عربی اور فلسفہ کی تحیل کی۔ اس سے مرحوم کے خیالات میں بہت وسعت پیدا ہوگئی تھی۔

احمدیت کے لئے غیرت

مرحوم کی منشی فخرالدین صاحب ملتانی سے بہت بے تکلفی اور دوستی تھی۔ مگر جب بدقسمتی سے منشی صاحب کو نظام سلسلہ سے علیحدہ کردیا گیا۔ اور پھر وہ واقعات گزرے جو سب کو معلوم ہیں۔ تو اس کے بعد جب مرحوم قادیان میں آئے۔ اس وقت منشی فخرالدین صاحب فوت ہوچکے تھے۔ تو مرحوم نے منشی صاحب کے رویہ کے متعلق سخت برأت کا اظہار کیا۔ اور مخرجین کے متعلق ان کو ویسی ہی نفرت تھی۔ جیتنی ایک باغیرت احمدی کو ہوسکتی ہے۔ مرحوم نے نہائت شوق و ذوق سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے ہر دو خلفاء کی تمام تصنیفات نہائت عمدہ جلدیں بندھوا کر اور ان پر اعلےٰ سے اعلےٰ چولیاں چڑھوا کر نہائت سجا کر رکھی ہوئی تھیں۔

مرحوم کے آئندہ کے متعلق ارادے

افسوس ہے کہ مرحوم کے کوئی اولاد نہیں اور نہ بیوی۔ پہلی بیوی کی جدائی اور اکلوتی لڑکی کی وفات کے بعد ان کے رشتہ دار اور دوست ان کو دوبارہ شادی کے لئے کہتے تھے۔ مگر کسی مصلحت سے جس کا انہوں نے کبھی کسی پر اظہار نہیں کیا۔ دوبارہ شادی نہیں کی۔ مگر اب ولائت جاتے وقت مجھ سے مشورہ پوچھتے تھے۔ کہ اگر میں ولائت میں شادی کرلوں۔ تو کیا حرج ہے۔؟ میں نے کہا انگریزی بیوی آپ کے لئے قرۃ العین نہیں ہوسکتی۔ کہنے لگے وجہ کیا؟ میں نے کہا کہ آپ رہائش قادیان میں رکھیں گے۔ جہاں آپ کی سوسائٹی احمدیوں کی ہوگی۔ جو ایک خالص مذہبی گروہ ہے۔ اور انسان چونکہ مدنی الطبع ہے۔ اس لئے یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ آپ دونوں میاں بیوی بالکل اکیلے ایک گھر میں بند رہیں۔ لازماً آپ کو اور آپ کی بیوی کو سوسائٹی میں آنا پڑے گا۔ اور کسی سوسائٹی میں وہی شخص کھپ سکتا ہے۔ جو انہیں کے طور و طریق کا ہو۔ اس لئے ایک انگریز عورت اپنے فیشن اور طریق پر رہ کر ہندوستانیوں میں نہیں رہ سکتی۔ ہاں اگر وہ پردہ کرے۔ ہمارا کھانا کھائے۔ ہمارا لباس پہنے تو یہ اور بات ہے۔ میرے اس مشورہ کو انہوں نے پسند کیا اور مجھ سے وعدہ کیا۔ کہ میں امریکہ سے واپس آکر قادیان میں مکان بناؤں گا۔ اور شادی کروں گا اور پھر علاوہ کسی تجارتی کاروبار اختیار کرنے کے کوئی قومی خدمت آنریری طور پر اپنے ذمہ لوں گا۔ میں نے کہا۔

کہ اچھا آپ واپس آویں تو میں ڈائینگ ہال لنگر خانہ کی نگرانی آپ کے سپرد کروں گا۔ یہ تھے مرحوم کے ارادے اور عزائم مگر افسوس کہ مرحوم امریکہ جانے سے قبل ہی فوت ہو گئے۔

بیوطنی کی موت

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے سامنے ایک مستطیل شکل زمین پر کھینچی اور اس کے وسط میں ایک خط کھینچا اور اس خط کے اردگرد دونوں طرف چھوٹے چھوٹے خطوط کھینچے اور مستطیل کے درمیانی بڑے خط کو مستطیل سے باہر دور تک کھینچ کر لے گئے۔
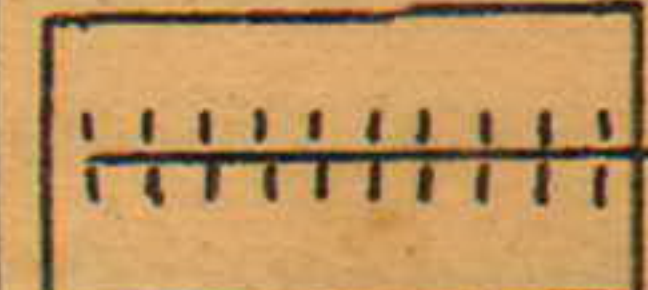
اور فرمایا کہ درمیانی خط انسان ہے اور مستطیل اس کی موت ہے۔ جو چاروں طرف سے اسے گھیرے ہوئے ہے اور چھوٹے چھوٹے خطوط بیماریاں اور حادثات ہیں جو زندگی بھر انسان پر آتے رہتے ہیں (مثلاً کبھی بخار سے کبھی نمونیا سے کبھی ہیضہ سے کبھی مکان سے گر کر یہ مرنے کے قریب ہو جاتا ہے) پس ایک حادثہ سے بچتا ہے تو دوسرے سے مر جاتا ہے۔ اگر دوسرے سے بچتا ہے تو تیسرا اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ لیکن اس تیسرے سے بھی اگر بچ جاتا ہے تو چوتھے سے اسکی ہلاکت مقدر ہوتی ہے غرض انسان موت کے مقررہ مستطیل سے باہر نہیں نکل سکتا اور پھر فرمایا کہ یہ خط جو مستطیل سے دور تک باہر نکلا ہوا ہے۔ یہ انسان کے ارادے اور زندگی کے پروگرام ہیں۔ (اگلے سال میں یوں کروں گا۔ اور پھر یوں اور پھر یوں) مگر موت آجاتی ہے۔ اور سب ارادے اور عزائم خیالی پلاؤ بن کر رہ جاتے ہیں شیخ صاحب کی بے وطنی کی وفات سے قرآن مجید کی یہ آیت سامنے آجاتی ہے۔ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ یعنی کسی شخص کو یہ معلوم نہیں کہ اس کی موت کس ملک میں مقدر ہے۔

بھلا کس کے خیال میں تھا۔ کہ مرزا سعید احمد اور شیخ منظور علی صاحب ہم سے ہزاروں میل دور ایک دوسرے براعظم میں اپنی جان خدا کے سپرد کریں گے۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے۔ کہ شیخ صاحب کے تین بڑے بھائی جو فوت ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک ایران میں اور دو براعظم افریقہ میں فوت ہوئے۔

دعاء مغفرت

بالآخر اے ہمارے قادر مطلق خدا میں تیری بارگاہِ اقدس میں غم بھرے دل اور آنسو بھری آنکھوں سے عرض کرتا ہوں۔ کہ تو مرحوم کو اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے۔ اور اس کی کوتاہیوں اور غلطیوں پر اپنی ستاری کا پردہ ڈال کر اسے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما اور جس طرح مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے صحابی ہونے کا شرف اس دنیا میں حاصل کیا تھا۔ اُس جہان میں بھی حضور کی مصاحبت کی نعمت سے اسے مشرف اور مالا مال فرما۔ اور مجھ لکھنے والے کا انجام بخیر فرما۔ آمین ثم آمین

بیرونِ ہند میں تبلیغ احمدیت

کولمبو

مولوی عبداللہ صاحب کولمبو سے تحریر کرتے ہیں۔ کہ سال زیر رپورٹ میں کالی کٹ۔ کانانور۔ بنگاڑی۔ کوڈالی اور بنگلور کے دورے کئے گئے۔ انفرادی گفتگو اور تقاریر کے ذریعہ اغیار کو تبلیغ کرتا رہا۔ کم و بیش دو سو آدمیوں کو احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔

کانانور و کالی کٹ میں ۲۲ لیکچر دئے گئے۔ جس میں سلسلہ کی صداقت نزول المسیح کی حقیقت اور ختم نبوت مختلف مسائل وضاحت سے بیان کئے گئے اور تحریر کے ذریعہ تبلیغ کرنے کے واسطے رسالہ سیتادوتن میں اسلام اور احمدیت کے متعلق مسلسل کئی مضامین لکھے گئے۔

ٹراونکور کے بعض افراد کو بھی خطوط کے ذریعہ تبلیغ کی گئی۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ایک دفعہ بنگلور میں ایک شخص سے جو شمالی ہند کا باشندہ ہے۔ اور اپنے آپکو ایم۔ اے اور پروفیسر بتاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور ختم نبوت کے مسئلہ پر دو مباحثے ہوئے۔ ختم نبوت پر دن کے وقت اور صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر رات کے وقت ہر ایک مباحثہ چار چار گھنٹہ کا تھا۔ مالا بار میں اس عرصہ میں چار افراد نے بیعت کی ہے۔

سماٹرا

مولوی محمد صادق صاحب میدان سے تحریر فرماتے ہیں کہ عرصہ زیر رپورٹ میں بوجہ علالت اہلیہ خود زیادہ کام نہ کر سکا تاہم پرائیویٹ ملاقاتوں سے ۴۸ غیر احمدیوں عیسائیوں اور دہریوں کو تبلیغ کی جس میں سے بعض پر اچھا اثر ہے اور امید ہے کہ وہ صداقت کو قبول کر لیں گے انشاء اللہ اس کے علاوہ یہاں کے حاکم سے ملاقات کی اور اس نے ہمیں احمدیوں کا نکاح پڑھانے کی اجازت دیدی۔ یہاں کے راجہ نے قاضی کو احمدیوں کا نکاح پڑھنے سے منع کر دیا تھا اس لئے ہمیں سخت دقت تھی اگر یہ اجازت نہ ہوتی تو یہاں کے قانون کے مطابق ہم اگر نکاح پڑھاتے تو ہمیں سو

کے جرمانہ اور قید کی سزا ہو سکتی تھی۔

ایک غیر احمدی عالم نے یہاں کے اخبارات میں اس امر کے متعلق ایک مضمون شائع کیا۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی سات بیویوں کو طلاق دی تھی اس کا جواب سوائے ہمارے اور کسی نے نہیں دیا اس جواب کو ایک روزنانہ اخبار نے سات نمبروں میں شائع کیا جس سے دوسرے اخبارات بھی نقل کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور مضمون بعنوان "کیا اقوام عالم صلح کی خواہاں ہیں" یہ لکھا اور اسمیں صلح کے طریق جو اسلام نے پیش کئے ہیں بیان کئے وہ بھی اس روزنانہ اخبار کی اشاعت مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔ +

قادیان کی مساجد میں تراویح کے انتظام کے متعلق اعلان

امسال بھی حسب دستور رمضان المبارک میں قادیان کی مساجد میں تراویح کا انتظام کیا گیا ہے۔ جس کا تفصیلی نقشہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

نمبر شمار	نام مسجد یا محلہ	قاری	سامع	کیفیت
۱	مسجد مبارک	حافظ کرم الہٰی صاحب	مقامی طور پر انتظام ہوگا	بوقت سحری تراویح ہونگی
۲	مسجد اقصیٰ	حافظ شفیق احمد صاحب	حافظ بشیر احمد صاحب ہوشیارپوری	بعد نماز عشا ،،
۳	دارالرحمت	صوفی حافظ غلام محمد صاحب	مقامی طور پر انتظام ہوگا	،، ،، ،،
۴	دارالعلوم	حافظ عنایت اللہ صاحب	،، ،، ،،	،، ،، ،،
۵	دارالفضل	حافظ مبارک احمد صاحب	حافظ محمد ابراہیم صاحب	،، ،، ،،
۶	دارالبرکات	حافظ قدرت اللہ صاحب	مقامی طور پر انتظام ہوگا	،، ،، ،،
۷	ریتی چھلہ	حافظ کرم الہٰی صاحب	،، ،، ،،	،، ،، ،،
۸	دارالسعتہ	حافظ قاری غلام یٰسین صاحب	،، ،، ،،	،، ،، ،،

نوٹ:۔ محلہ جات فضل۔ دارالانوار۔ ناصر آباد میں مقامی طور پر انتظام ہوگا۔

(ناظر تعلیم و تربیت)

ماریشس میں تبلیغ احمدیت

ایک عرصہ سے سنا جاتا تھا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری موریشس میں کوئی مبلغ بھیجنے والے ہیں۔ چنانچہ پیر شمس الدین صاحب اگست کے اخیر میں موریشس پہنچے۔ احمدیہ مسجد روز ہل میں ان کو دعوت دی گئی۔ پردہ کے خلاف ان کے اندر خاص جوش پایا جاتا ہے۔ ہندوستان کا پردہ تو بے شک حد سے بڑھا ہوا ہے۔ مگر موریشس میں ایسا پردہ نہیں۔ باوجود اس کے ان کے اس قدر زور دینے پر میں نے کہا۔ پھر تو آپ کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ مسلمان عیسائیوں کی طرح بے پردگی اختیار کریں۔ انہوں نے یورپ کی عورتوں کی مثال پیش کی اور کہا۔ مبلغین اسی لئے اپنی عورتوں کو انگلستان ساتھ نہیں لے جاتے کہ وہاں وہ اس پردہ کو قائم نہیں رکھ سکتے۔ میں نے کہا کہ آپ بھی مبلغ ہیں اور انگلستان سے ہو آئے ہیں۔ آپ اپنی بیوی کو اپنے ہمراہ کیوں نہیں لے گئے۔ جب تک آپ نمونہ نہ دکھائیں۔ آپ کی یہ تقریر مؤثر نہیں ہو سکتی۔ غیر مبائع مبلغ معلوم نہیں کس مصلحت سے کتابیں بیچنے کی غرض سے یا عام مسلمانوں میں لیکچر کے انتظام کی امید سے پورٹ لوئیس کی جامع مسجد میں غیر احمدی مخالفین کی اقتدا میں نمازیں اور جمعہ ادا کیا۔ سننے میں آیا ہے۔ کہ وہ ماریشس کے لوگوں کے حالات پر کوئی مضمون بھی لکھ رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ ہونے پر بھی بہت زور دیتے ہیں۔ جس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے پیرووں بلکہ ان کے مبلغین میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی خلاف ورزی کی کافی جرأت پائی جاتی ہے۔ خدا رحم کرے۔

کانچی ملیتر میں ایک نو احمدی سلیمان کی والدہ کی وفات پر انکے کچھ غیر احمدی رشتہ دار بھی آئے ہوئے تھے۔ میں نے موقعہ دیکھ کر سلسلہ تبلیغ شروع کیا۔ سینٹ پیر میں الٰہی بخش صاحب بنبول کی بڑی لڑکی اہلیہ عبد الرحمٰن صاحب بادعلی کی وفات پر رات کو وہاں وعظ کیا۔ حاضری کافی تھی وہاں کے غیر احمدیوں نے اپنے بائیکاٹ اور عام معمول کے خلاف احمدیوں سے اچھا سلوک کیا اور ہمدردی دکھائی خدا ان کو جزائے خیر دے۔ روز ہل میں ایک ہندو زیر تبلیغ ہے۔ اس کی تسلی ہو چکی ہے نماز وغیرہ دینی مسائل سیکھتا ہے۔

ایسا ہی ایک نوجوان مسٹر قاسم بالا دین جو روز ہل میں محکمہ الیکٹرک میں کام کرتا ہے وہ بھی زیر تبلیغ ہے گزشتہ سنیچر کو رات کے بارہ بجے تک خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں نے اس کو تبلیغ کی اور اسکے سوالوں کے جواب دیئے جو بہت اچھا اثر لے کر گیا۔ اور آئندہ بھی آنے اور مزید تحقیق کرنے کا وعدہ کر گیا ایسا ہی ایک نوجوان پورٹ لوئیس کا ہے۔ جو اپنے باپ کے ساتھ سونے کی تجارت کرتا ہے۔ زیر تبلیغ ہے۔ اور شوق سے میرے پاس دار السلام میں آتا ہے۔

مختلف جماعتوں میں خلافت جوبلی کے چندہ کی تحریک کی گئی ہے۔ اور مخلصین حتی المقدور اس میں حصہ لے رہے ہیں موریشس کی مالی حالت بہت گر گئی ہے مزدوروں کی تنگدستی کا تاجروں پر بھی بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ یہ نہایت خوشی کی بات ہے، کہ ہماری جماعت کے معزز بھائی احمد ابراہیم صاحب اچھیا اس سال حج کا پختہ ارادہ کر چکے ہیں ان کا یہ نمونہ یہاں کی پبلک میں انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ اور دشمنوں کی غلط افواہوں کا عملی رد ہوگا۔ ان ۳ کا ہم سفر بھی ایک مالدار غیر احمدی سورتی ہوگا۔ ہندوستان کے احمدی حاجی مکہ میں ان سے ملاقات کریں۔ تو بہت بہتر ہو گا بلکہ بعض لحاظ سے ضروری ہے۔ وہ حج سے فارغ ہو کر قادیان بھی تشریف لیجائیں گے۔ خدا تعالےٰ ان کو توفیق دے اور ان کا یہ سفر انکے کیلئے مبارک کرے۔

خاکسار حافظ جمال احمد از ماریشس روز ہل

مختلف مقامات میں یوم التبلیغ کس طرح منایا گیا

منجوے ونی نگر ضلع مونگھیر۔ سید وزارت حسین صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ عاجز نے دس غیر احمدیوں کو تبلیغ کی بعض ٹریکٹ۔ کتب و رسائل تقسیم کئے۔ ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں تین گھنٹہ تقریر کی جلسہ میں بہت سے غیر احمدی اور ہندو شامل تھے

محمود آباد ضلع جہلم۔ نور احمد صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ احباب کے ۶ گروپ بنائے گئے جنہوں نے گیارہ دیہات میں تبلیغ کی۔ مختلف قسم کے ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔

سونگڑہ۔ سید عبد الحکیم صاحب لکھتے ہیں۔ اکثر اصحاب نے فرداً فرداً اور بعض نے وفد کی صورت میں تبلیغ کی۔ اور ٹریکٹ تقسیم کئے گئے

چوہڑوال عبد الرب صاحب موضع چوہڑوال ریاست کپورتھلہ سے تحریر کرتے ہیں۔ کہ تمام افراد جماعت نے یوم التبلیغ میں حصہ لیا۔ ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ گاؤں والوں نے نہایت توجہ سے ہماری باتوں کو سنا۔ بعد نماز عشا ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں بہت سے غیر احمدی شامل ہوئے۔ خاکسار نے ختم نبوت پر تقریر کی۔ اور سوال و جواب کا موقعہ بھی تقریر کے بعد دیا گیا۔ مگر کسی صاحب نے سوال نہ کیا۔

سرگودھا۔ غلام رسول صاحب سرگودھا سے تحریر فرماتے ہیں۔ احباب جماعت نے بذریعہ وفود تبلیغ کی۔ ۰۰ کے قریب ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ ممبرات لجنہ اماء اللہ نے بھی اپنے طور پر مستورات میں تبلیغ کی۔ بچوں نے تقسیم لٹریچر میں حصہ لیا۔

کرتارپور محمد اقبال صاحب تحریر کرتے ہیں۔ کہ ہم یہاں تین احمدی ہیں۔ ہم نے اپنے حالات کے مطابق یوم التبلیغ منایا۔ بھائی محمد اسماعیل صاحب نے ۵ دیہات میں خاکسار نے اپنے مکان پر تین معززین کو تبلیغ کی۔ تیسرے بھائی نے ٹریکٹ تقسیم کئے۔ ایک تبلیغی خط لکھا گیا۔

سمہ سٹہ۔ غلام حیدر صاحب تحریر کرتے ہیں۔ کافی تعداد میں آنے جانے والی گاڑیوں میں ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ زبانی طور پر بھی تبلیغ کی گئی۔ ایک شخص کو ٹریکٹ دیا گیا۔ مگر اس نے ٹریکٹ لیکر پھاڑ ڈالا اس علاقہ میں مخالفت زیادہ ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے اس علاقہ میں احمدیت کو ترقی دے

خانانوالی میانوالی۔ محمد شریف صاحب تحریر کرتے ہیں۔ احباب جماعت کے وفد بنا کر باہر دیہات میں بھیجے گئے۔ ۸۵ نفوس کو احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ بوڑھوں اور مستورات نے گاؤں میں تبلیغ کی۔ ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

پشاور۔ محمد شاہ صاحب تحریر کرتے ہیں۔ احباب جماعت کو وفد بنا کر حلقہ ہائے پشاور اور ارد گرد کے مضافات میں بھیجا گیا۔ قریباً ۲۰۰۰ ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔

لاہور چھاؤنی۔ علی محمد صاحب تحریر کرتے ہیں۔ احباب جماعت نے صبح سے شام تک ٹریکٹوں کے ذریعہ اور زبانی طور پر پیغام حق پہنچایا۔ لوگوں نے نہایت دلچسپی سے ہماری باتوں کو سنا اور بعض نے آئندہ بھی احمدیہ لٹریچر کے پڑھنے کا وعدہ کیا۔ بعض نے جلسہ سالانہ پر قادیان جانے کا وعدہ کیا

سرائے نورنگ (بنوں) صاحبزادہ سید محمد طیب صاحب تحریر کرتے ہیں۔ احباب جماعت نے محبت اور نرمی سے حق کا پیغام لوگوں کو پہنچایا۔ مختلف دیہات میں تبلیغ احمدیت کی گئی اور ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔

قانونِ انتقال اراضیات پنجاب

تاریخ واقعات اور شواہد کی روشنی میں

(ایک زمیندار کے قلم سے)

قانون انتقال اراضی پنجاب کو پاس اور نافذ ہوئے ۳۸ سال کی مدت گذر چکی ہے۔ لیکن اس کے خلاف نکتہ چینی میں ابھی تک کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ جدید زرعی بلوں کی منظوری نے نکتہ چینیوں کی مخالفانہ سرگرمیوں میں اور بھی اضافہ کر دیا ہے۔ غالباً پنجاب میں اس کے سوا اور کوئی ایسا قانون پاس نہیں ہوا۔ جس کی مخالفت ہر مرحلہ پر اس قدر شدومد اور تسلسل کے ساتھ کی گئی ہو۔ دکھتی ہوئی رگ پکڑی جائے۔ تو نتیجہ یہی ہوا کرتا ہے۔

نرالا قانون نہیں

اس قانون کو جس رنگ میں پیش کیا جاتا ہے۔ ایک بے خبر آدمی اس سے یہی نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ "یہ جرم" صرف پنجاب ہی سے سرزد ہوا ہے۔ اور دنیا کا ہر دوسرا ملک اس "بدعت" سے پاک ہے۔ لیکن یہ خیال اگر تجاہل عارفانہ پر مبنی نہیں۔ تو انتہا درجہ کی ناواقفیت اور جہالت کا نتیجہ ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ امریکہ انگلستان بلجیئم۔ مصر اور بعض دیگر ممالک میں اس قسم کے قوانین اس وقت سے رائج ہیں۔ جبکہ پنجاب میں اس کا کسی کو وہم وگمان بھی نہ تھا۔ خود ہندوستان کے اندر پنجاب سے بہت پہلے بمبئی اس "جرم" کا مرتکب ہو چکا ہے۔ وہاں ایک قانون ۱۸۷۹ء میں پاس ہوا جس کا منشاء یہ تھا کہ مزارعین کی اراضی کو ساہوکار کی دستبرد سے بچایا جائے۔ یہ قانون "دکن ایگریکلچرسٹ ریلیف ایکٹ" کے نام سے موسوم ہے۔ بمبئی ہی میں ایک اور قانون ۱۹۰۱ء میں وضع کیا گیا جس کا مقصد انتقال اراضیات کو روکنا تھا۔ یہ قانون "بمبئی ریونیو کوڈ امنڈمنٹ ایکٹ" کہلاتا ہے۔ اسی سال پنجاب میں انتقال اراضیات منظور اور نافذ ہوا۔ اس کے بعد بعض اور صوبے بھی "شریک جرم" ہو گئے۔ بندیلکھنڈ کے قانونِ انتقال اراضیات ۱۹۰۳ء اور ممالک متوسط کے قانون انتقال اراضیات ۱۹۱۵ء کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ اور اب تو اور جگہ بھی اس کی تقلید ضروری سمجھی جا رہی ہے۔

نکتہ چیں حضرات شائد اس امر سے واقف نہیں ہیں۔ کہ پنجاب کا قانونِ انتقال اراضیات دہلی اور صوبہ سرحد میں بھی نافذ ہے۔ اور ہندوستانی ریاستوں نے زراعت پیشہ آبادی کی اراضی کی حفاظت کے لئے اس کو اس قدر ضروری سمجھا ہے۔ کہ بہاولپور اور مالیر کوٹلہ کی اسلامی ریاستوں کے علاوہ کشمیر۔ پٹیالہ۔ نابھ۔ جیند۔ کپورتھلہ اور بعض دیگر ہندو ریاستوں میں بھی اس سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔ ع

ایں گنا ہیست کہ در شہر شما نیز کنند

قانون انتقال اراضیات کا اصل مقصد

اس سلسلہ میں ایک عجیب وغریب دعویٰ یہ پیش کیا گیا ہے۔ کہ قانونِ مذکور زمینداران پنجاب کے بڑھتے ہوئے قرضے کو روکنے کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ اس دعویٰ کی علت غائی یہ ہے کہ پنجاب کے زمینداروں کا قرضہ۔ دیگر صوبہ جات ہند کی زراعت پیشہ آبادی کے قرضے کی طرح برابر بڑھ رہا ہے۔ اور مقروضیت کی اس ترقی کو بآسانی قانونِ مذکور کی ناکامی پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن کیا یہ دعویٰ اصلیت پر مبنی ہے۔

مسٹر ایم ایل ڈارلنگ جو زرعی اقتصادیات کے ایک مشہور ماہر ہیں اپنی تصنیف "پنجابی کسان" اس کی خوشحالی اور مقروضیت" کے صفحہ ۱۸۷ میں لکھتے ہیں۔

"اس قانون (انتقال اراضیات پنجاب) کا اصل مقصد یہ تھا۔ کہ کاشتکار مالکوں کی زمینیں گاؤں کے ساہوکاروں کے قبضہ میں نہ چلی جائیں جن کے ہاتھ میں وہ موم کی ناک بنے ہوئے تھے"

پروفیسر اے۔ آر کھنہ ایم۔ اے اپنی تصنیف "اقتصادیات ہند" کے صفحہ ۱۷ میں رقمطراز ہیں۔

"اب وہ منزل آ گئی جب گورنمنٹ نے محسوس کیا۔ کہ زرعی اراضی کا غیر زراعت پیشہ جماعتوں کے پاس منتقل ہوتے رہنا۔ اقتصادی اور سیاسی ہر دو اعتبار سے ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے پنجاب میں قانونِ انتقال اراضیات کے نفاذ کی نہایت ضروری کارروائی عمل میں لائی گئی"

اسی طرح پروفیسر بھٹا چاریہ ایم۔ اے اپنی کتاب "ہندوستانی اقتصادیات" کے صفحہ ۴۴۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"قانونِ انتقال اراضیات پنجاب اس غرض سے پاس کیا گیا تھا۔ کہ مزارعین کی زمینوں کو ساہوکاروں کے ہاتھوں میں منتقل ہونے سے روکا جائے"

ان شواہد کی موجودگی میں یہ کہنا بڑی جسارت کا کام ہے کہ قانون مذکور کا اصل مقصد زمینداروں کی مقروضیت کو رفع کرنا تھا۔ کچھ شک نہیں۔ کہ بالواسطہ طریق پر قانون کا اثر مقروضیت پر پڑ سکتا ہے۔ لیکن اس کو قانون کی غرض وغائت قرار دینا انتہائی بددیانتی ہے۔

قانون مذکور کی ضرورت کیوں پیش آئی

ساٹھ ستر سال پہلے جبکہ زمین محض ایک گری پڑی شئے سمجھی جاتی تھی۔ اور اس کی کچھ قدر وقیمت نہ تھی۔ ساہوکار فقط زمین کی پیداوار کے حصول میں مساعی رہتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کی آسائش پسندی بھی کاشت اراضی جیسے کٹھن کام کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے وہ حصول اراضی کی طرف راغب نہیں ہوتے تھے۔

۱۸۷۰ء کے بعد زمانہ بدلا زمین کی قیمت بڑھنے لگی اور روپیہ لگانے کیلئے اراضی ایک جاذب توجہ شے بن گئی۔ مسٹر ڈارلنگ اپنی متذکرہ صدر کتاب کے صفحہ ۲۱۶ میں فرماتے ہیں "جونہی ساہوکار اس راز (زمین کی روز افزوں قیمت) سے واقف ہوئے۔ انہوں نے خیال کیا کہ اگر ہمارے بسرعت جمع ہونیوالے سرمایہ کے نکاس کی صورت کہیں ہو سکتی ہے تو زمین میں ہو سکتی ہے۔ نیز یہ دیکھکر کہ زمین پر روپیہ لگانا بیش از بیش منفعت کا باعث ہو سکتا ہے

وہ بڑی چالاکی سے کاشتکار کو اپنے پنجوں میں پھنسانے اور ان کو ان کی زمینوں سے بے دخل کرنے لگے:

اس عمل بے دخلی کے دوران میں ان کی یہ روش ہوتی تھی۔ کہ وہ ادنیٰ درجہ کی زمین لینے سے پہلوتہی کرتے تھے۔ اور ہمیشہ اعلیٰ قسم کی زمین پر قبضہ جمانے کے خواہشمند رہتے تھے۔ جب قحط پڑتا۔ تو مالکان اراضی کو بے بس پا کر وہ زمین رہن لینے کی شرائط کو اتنی کڑی کر دیتے تھے کہ مرہونہ زمین بالآخر لازمی طور پر بیع پر ختم ہوتی تھی۔ چنانچہ ۱۸۷۵ء سے لے کر ۱۸۹۳ء تک یعنی بیس سال سے کم مدت میں ساہوکار مختلف حصص پنجاب میں ۱۱ لاکھ ۹۰ ہزار ایکڑ اراضی زمینداروں سے ہتھیا لینے میں کامیاب ہو گئے۔

ظاہر ہے۔ کہ یہ عمل دستبرد اگر اسی صورت میں جاری رہتا۔ اور اس بلائے عظیم کا کماحقہ انسداد نہ کیا جاتا تو زمین کے حقیقی مالکوں کے پاس ایک چپہ بھر زمین بھی باقی نہ رہتی۔ اور زمیندار آج محض گھسیاروں کی زندگی بسر کرتے نظر آتے۔ ایسی عالمگیر مصیبت ایسی رونگٹے کھڑے کرنے والی حالت اور ایسی بے مثال ظلم اور ناانصافی کے احساس نے دردمند دلوں کو قانون انتقال اراضیات کی تدوین و ترتیب پر آمادہ کیا۔

کیا یہ قانون اپنے مقصد میں ناکام رہا؟

اس قانون کے مخالفین کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے۔ کہ وہ بے اثر اور بے نتیجہ ثابت ہو۔ اور اس کے لئے انہوں نے ہر قسم کی جائز اور ناجائز تدبیریں اختیار کی ہیں۔ بایں ہمہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ قانون انتقال اراضیات اپنے حقیقی مقصد میں شاندار طریق پر کامیاب ہوا۔ اور اگر مخالفانہ کوششیں جن میں مکر اور فریب اور بد دیانتی کو بہت کچھ دخل تھا۔ حائل نہ ہوتیں تو اس کے نتائج بے نظیر کامیابی کے حامل ہوتے۔ بہر حال اس نے ساہوکاروں کے عمل دستبرد کو ایک بڑی حد تک روک دیا۔ حتیٰ کہ لارڈ کرزن جن کے عہد میں یہ قانون وضع اور نافذ ہوا تھا۔ اس کی کامیابی کو دیکھ کر پکار اٹھے۔ کہ

"اب ساہوکار کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ زرعی اراضی سے اپنا گوشت کا پونڈ حاصل کر سکے"

نامور متبحر اقتصادیات پروفیسر فنڈلے شیراس کے الفاظ میں (دیکھو ان کی تصنیف ہندوستان کا اٹلاس اور اس کے متعلقہ اقتصادی مسائل)

"پنجاب میں کسانوں کی خوشحالی قانون انتقال اراضیات کا نتیجہ ہے۔ جس نے اس عمل دستبرد کو روک دیا۔ جس کی وجہ سے کاشتکار ساہوکاروں کے اقتصادی غلام بنتے جا رہے تھے"

پروفیسر کلفنہ جن کا ذکر اوپر آیا ہے اپنی الحمی تصنیف میں ایک جگہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ

"قانون مذکور اپنے مقصد اولین میں کامیاب ثابت ہوا۔ یعنی اس نے زرعی اراضی کو زراعت پیشہ جماعتوں کے ہاتھ سے نکل کر غیر زراعت پیشہ لوگوں کے قبضہ میں جانے سے روک دیا ہے"

یہ ماہران اقتصادیات کے مشاہدات ہیں جو خیال آرائی پر مبنی نہیں۔ بلکہ اعداد اور واقعات کی مضبوط چٹان پر موٹے حروف میں منقوش ہیں۔ جن کا مٹانا ممکن نہیں۔

مقدمہ بابا نانک کا دین و دھرم کی اپیل ہائیکورٹ میں

لاہور۔ ۲۴ اکتوبر سردار عبدالرحمٰن صاحب کے ٹریکٹ بابا نانک کا دین و دھرم کے مقدمہ کی اپیل عدالت عالیہ پنجاب کے ڈویژن بنچ مشتمل بر جسٹس منرو اور جسٹس بلیکر کے روبرو پیش ہوئی۔ جس میں جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ نے مدلل بحث کی۔ بعد سماعت

دارالعلوم السنۂ شرقیہ کا سالانہ اجلاس

اورنٹیل کانفرنس کی ضروری قراردادیں

لاہور۔ ۲۴ اکتوبر گذشتہ شام ۶ بجے ایس پی۔ ایس۔ کے ہال میں دارالعلوم السنۂ شرقیہ کے سالانہ جلسہ کے سلسلے میں اورنٹیل کانفرنس کا ایک عام اجلاس منعقد ہوا۔ رائے بہادر لالہ مکند لال پوری ایم۔ ایل۔ اے نے صدارت کے فرائض انجام دئے۔ دارالعلوم کے چند طلباء نے اساتذہ کا کلام پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مولانا علم الدین سالک۔ مولانا تاجور نجیب آبادی۔ پروفیسر ہیرالال چوپڑہ آغا بیدار بخت ایم۔ اے۔ اور رفیق ابو سعید انور نے السنۂ شرقیہ کے متعلق پنجاب یونیورسٹی کے رویہ پر ہنگامہ خیز تقریریں کیں۔ جن کا خاطر خواہ اثر ہوا۔

صاحب صدر نے بھی کانفرنس کی قراردادوں سے اتفاق کا اظہار فرمایا۔ اور وعدہ فرمایا کہ وہ پنجاب یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد سے ان قراردادوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں گے۔ ذیل کی قراردادیں اتفاق رائے سے منظور کی گئیں۔

۱۔ اورنٹیل کانفرنس کا یہ اجلاس پنجاب یونیورسٹی سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ السنۂ شرقیہ کے ممتحن وہ حضرات مقرر کئے جائیں جو سکولوں یا کالجوں میں مشرقی علوم کی تعلیم دیتے ہیں۔ کیونکہ دیگر حضرات "السنۂ شرقیہ" سے پورے طور پر واقف نہ ہونے کی صورت میں طلبہ سے انصاف نہیں کر سکتے۔

۲۔ یہ اجلاس پنجاب یونیورسٹی کی اس کوشش کو جو کتب نصاب میں سے فحش حصوں کو خارج کرنے کے سلسلہ میں کی گئی ہے۔ بنظر استحسان دیکھتا ہے۔ مگر یہ حقیقت بھی یونیورسٹی کے ذمہ وار ارکان کے گوش گزار کر دینا ضروری سمجھتا ہے۔ کہ ابھی یہ کام تشنۂ تکمیل ہے فحش فقرات۔ عبارات اور اشعار ابھی تک کتب نصاب میں موجود ہیں۔ جن کی طرف موجودہ مقرر شدہ سب کمیٹی کی توجہ مبذول نہیں ہوئی۔ اس لئے یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ان اساتذہ کو جو یہ کتب پڑھاتے ہیں۔ اس کمیٹی میں شریک کر کے یہ کام سرانجام دیا جائے۔ تاکہ یہ کتابیں مکمل طور پر بداخلاقی کی تعلیم سے پاک ہو جائیں۔

۳۔ اورنٹیل کانفرنس کا یہ اجلاس پنجاب یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد سے درخواست کرتا ہے۔ کہ ایف۔ اے اور بی۔ اے کے امیدواران امتحان کی سہولت کے پیش نظر انہیں اختیار دیا جائے۔ کہ وہ مشرقی زبانوں کے پرچوں کا جواب حسب سہولت انگریزی یا مروجہ ملکی زبانوں (اردو۔ ہندی) میں دے سکیں۔

۴۔ یہ اجلاس پنجاب یونیورسٹی سے درخواست کرتا ہے۔ کہ ایف۔ اے اور بی۔ اے کے امتحان میں جو طلبہ صرف انگریزی میں شریک ہو کر ناکام رہتے ہیں انہیں کمپارٹمنٹ کے ساتھ امتحان دینے کی اجازت دی جائے۔

یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے۔ کہ السنۂ شرقیہ آنرز کے امتحانات میں کمپارٹمنٹ کا طریقہ رائج کیا جائے۔ کیونکہ بی۔ اے تک کے امتحان میں یہ رعایت موجود ہے

۵۔ یہ اجلاس پنجاب یونیورسٹی کے جدید وائس چانسلر کو ان کے تقرر پر مبارکباد دیتا ہے۔ اور امید رکھتا ہے کہ وہ السنۂ شرقیہ کے حال پر خاص عنایت فرمائیں گے۔ کیونکہ پنجاب یونیورسٹی کی بنا ہی "اورنٹیل یونیورسٹی" کی حیثیت میں ڈالی گئی تھی۔

اس قرارداد کے حصۂ مبارکباد کی مسٹر اے۔ سی بالی نے تردید کی۔ مگر وہ اپنے سوا کسی کی تائید حاصل نہ کر سکے۔ صاحب صدر نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہمارا فرض ہے۔ ہم وائس چانسلر

وصیتیں

۵۲۱۶ منکہ مسماۃ ز۔ن بیوہ بابو عالمگیر خاں صاحب مرحوم قوم افغان ساکن اسمٰعیلہ ڈاکخانہ خاص تحصیل صوابی ضلع مردان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳۸-۸-۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد ۔/ ۱۰۰ روپے کے حقوق اراضی مرہونہ واقعہ رقبہ اسمٰعیلہ تحصیل صوابی ضلع مردان نزد برخوردار عبدالرحمٰن ولد بابو عبدالحنان (جو خواہر زادہ و دیور زادہ ہے) کے جائیداد مالکہ ہوں جو کہ کاغذات سرکاری میں اس کے نام اندراج ہے۔ ضعیف العمر ہوں کسی کام کرنے کے بھی قابل نہیں ہوں۔ میرا گذارہ اس وقت برخوردار عبدالرحمٰن مذکور یا دیورم کی امداد پر ہے۔ کیونکہ جائیداد مذکور کی آمد میرے گذارہ کے لئے مکتفی نہیں ہو سکتا ہے۔ جائیداد مذکور کا ۱/۳ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو جائیداد میری ثابت ہو ان میں بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۳ حصہ کی مالک ہو گی۔ اور اگر میں نے اپنی زندگی میں خود یا بذریعہ برخوردار عبدالرحمٰن مذکور کوئی رقم نقد ادا کی تو وہ مجرا ہوگی۔ اور جائیداد وصیت شدہ میں سے منہا ہوگی۔ برخوردار عبدالرحمٰن کے دستخط بطور سند وصیت ہذا پر بطور گواہی موجود ہے۔

الامۃ:۔ ز۔ن بیوہ عالمگیر خاں
نشان انگوٹھا

گواہ شد:۔ عبدالرحمٰن ولد بابو عبدالحنان بقلم خود

گواہ شد:۔ غلام محی الدین ولد مولوی معین الدین صاحب

۵۲۴۳ منکہ عبدالرحیم عارف ولد میاں جواہر محمد صاحب قوم ارائیں پیشہ طالب علمی عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳۸-۸-۱۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت دس روپے ماہوار آمد ہے۔ جو تعلیمی وظیفہ کے طور پر مجھے ایک بزرگ سے ملتے ہیں۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں اس آمد میں اگر کسی وقت کسی وجہ سے کمی ہو جائے یا وہ بفضلہ خداوند کریم بڑھ جائے جو آمد مجھے واقعہ میں ماہوار ہوتی رہیگی۔ اس کے دسویں حصہ کی مستحق ہمیشہ صدر انجمن احمدیہ قادیان رہیگی جس کو میں انشاء اللہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ میری فوتیدگی پر اگر میری کوئی جائیداد پائی جائے۔ تو دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

العبد:۔ عبدالرحیم عارف مولوی فاضل ریتی چھلہ قادیان

گواہ شد:۔ محمد طفیل خاں عفا اللہ عنہ مدرسہ احمدیہ قادیان

گواہ شد:۔ عبدالرحمٰن مدرس مدرسہ احمدیہ۔

۵۱۴۹ منکہ مستری کریم بخش ولد غریب اللہ صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ نجار عمر ۷۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن دہلی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳۸-۸-۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گذارہ اس وقت ماہوار آمد پر ہے۔ جو ہر ماہ کم وبیش ہوتی رہتی ہے۔ جس کی ماہوار اوسط تقریباً ۔/۳ روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کراتا رہونگا۔ میرے مرنے کے بعد جو جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور جو رقم میں اپنی زندگی میں ادا کروں۔ وہ اس حصہ جائیداد سے جس کی کہ میں نے وصیت کی ہے۔ منہا سمجھی جائے گی۔

العبد:۔ کریم بخش مستری

گواہ شد:۔ شیخ محمد یعقوب ٹیچر ایم۔ بی سکول کوچہ چیلاں دہلی

گواہ شد:۔ عبدالمجید بیری والا باغ نزد یل جنکشن دہلی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نیویارک ۲۴ اکتوبر۔ جمہوریہ امریکہ کے پریذیڈنٹ نے ایک یہودی لیڈر سے ملاقات کے دوران میں اسے یقین دلایا ہے۔ کہ امریکہ ہر ممکن کوشش کرے گا۔ کہ فلسطین یہودیوں کا وطن قرار دیا جائے۔

شنگھائی ۲۴ اکتوبر۔ تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ کینٹن پر جاپانی قبضہ کے بعد چین و جاپان میں صلح کی افواہیں پھیل رہی ہیں۔ جنرل چیانگ کائی شیک چینی افواج کی قیادت سے مستعفی ہو جائینگے اور ان کی جگہ کیومنٹن کے ڈپٹی چیف جنرل ویچنگ کمانڈر انچیف ہوں گے۔ چند روز ہوئے۔ جنرل ویچنگ نے اعلان کیا تھا۔ کہ اگر جاپان وعدہ کرے کہ چین کے حصے بخرے نہیں کرے گا۔ تو ہم اس کے ساتھ صلح کرنے پر آمادہ ہیں۔ جاپان کا نظریہ یہ ہے۔ کہ صلح کے سوال پر صرف اسی صورت میں غور کیا جا سکتا ہے۔ کہ چینی لیڈر اپنی فوجی سرگرمیاں ترک کر دیں۔ اور وہ طرز عمل چھوڑ دیں۔ جو جاپانی مفاد کے خلاف ہو۔

شنگھائی ۲۴ اکتوبر۔ ایک برطانوی جہاز پر جاپانی ہوائی جہازوں کی بمباری کے خلاف حکومت برطانیہ کے پروٹسٹ کے جواب میں حکومت جاپان نے اظہار افسوس کیا ہے۔ اور وعدہ کیا ہے کہ اس معاملہ کی تحقیقات کرائی جائیگی۔

لنڈن ۲۴ اکتوبر۔ چیکوسلواکیہ کے سابق صدر ڈاکٹر بینیش آج امریکہ جاتے ہوئے یہاں پہنچے۔ آپ کے بیوی بچے بھی ساتھ ہیں۔ آپ کی جائے رہائش کے متعلق سخت رازداری سے کام لیا جا رہا ہے۔

کلکتہ ۲۴ اکتوبر۔ کل کلکتہ ہوڑہ اور ۲۴ پرگنوں کے پچاس ہزار مسلمانوں نے ایک مظاہرہ کیا۔ مسلم لیگ کے جھنڈوں کے ساتھ ایک جلوس نکالا۔ اور ایک قرارداد پاس کی۔ کہ چونکہ مسلمانوں کی اکثریت مولانا ابوالکلام آزاد کے مذہبی اور سیاسی خیالات سے سخت اختلاف رکھتی ہے۔ اس لئے انہیں کلکتہ میدان میں عیدین کے موقعہ پر امامت کے منصب سے علیحدہ کر دیا جائے۔

لاہور ۲۴ اکتوبر۔ پنجاب کانگرس کمیٹی کے صدر ڈاکٹر ستیہ پال نے ایک بیان میں کہا۔ کہ کانگرس زرعی بلوں کے معاملہ میں گورنمنٹ سے تصادم کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے کانگرسیوں اور کانگرس کمیٹیوں کو ان کے خلاف کسی مظاہرہ میں شرکت کی ممانعت کی گئی ہے۔ گو ان بلوں کی تفاصیل میں کانگرس کو حکومت سے اختلاف ہے۔ مگر وزیر زراعت پیزر ایسوسی ایشن کے نظریہ سے بھی اتفاق نہیں۔

حیدرآباد دکن ۲۴ اکتوبر۔ سٹیٹ کانگرس کے قیام پر حکومت کی پابندیوں کے خلاف ہندوؤں نے ستیہ آگرہ شروع کر دیا ہے۔ کانگرس کے ابتدائی ممبر تو معطل کر دئے گئے ہیں۔ لیکن ورکنگ کمیٹی قائم رہے گی۔ اور ستیہ آگرہ انفرادی حیثیت سے کیا جائے گا۔ جلسے اور مظاہرے نہیں ہوں گے۔ ورکنگ کمیٹی نے ہدایت کی ہے۔ کہ ستیہ آگرہی اپنے ارادہ سے قبل از وقت پولیس کو مطلع کر دیا کریں۔

بنوں ۲۴ اکتوبر۔ یہاں سے قریب ہی ایک گاؤں جھنڈا خیل میں قبائلیوں نے ڈاکہ ڈالا۔ اور دو ہندوؤں کے مکانات لوٹ لئے۔ دو کو پکڑ کر لے گئے اور ایک ہندو عورت کو ہلاک کر دیا۔

پشاور ۲۴ اکتوبر۔ نائب وزیر ہند آج یہاں پہنچے۔ گورنر صوبہ سرحد گورنمنٹ ہاؤس میں ان کے اعزاز میں رات کو ڈنر دے رہے ہیں۔

شنگھائی ۲۴ اکتوبر۔ آج جاپانی ہوائی جہازوں نے تین چینی جہازوں پر بمباری کر کے انہیں غرق کر دیا۔ جس سے دس ہزار چینی ہلاک ہو گئے۔

لنڈن ۲۴ اکتوبر۔ برمیمل لینڈ سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ وہاں پر آباد جرمن لوگوں نے سخت شورش بپا کر رکھی ہے۔ اور مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ انہیں بھی جرمنی کے ساتھ ملایا جائے۔ گو ہٹلر اعلان کر چکا ہے۔ کہ وہ یورپ میں اور کسی علاقہ کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ وہ جرمن اقلیتوں کے مطالبہ پر توجہ نہیں دے گا۔

بیت المقدس ۲۴ اکتوبر۔ اب یہاں حالت بہتر ہو گئی ہے۔ فوج نے شہر کا انتظام برطانوی پولیس کے حوالہ کر دیا ہے۔ کرفیو آرڈر کے اوقات میں کمی کر دی گئی ہے۔ یہ حکم جاری کیا گیا ہے۔ کہ شناختی کارڈ کے بغیر کوئی شخص باہر نہ نکلے۔ ورنہ گولی سے اڑا دیا جائے گا۔ ایک برطانوی اخبار کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ اڑھائی سال کی شورش میں ۷ سو عرب۔ ایک سو انگریز اور تین سو یہودی مارے گئے ہیں۔

جالندھر ۲۴ اکتوبر۔ یو۔ پی کی مشہور پہلوان عورت امید بالو نے حسام الدین پہلوان کو تین منٹ میں چاروں شانے چت گرا دیا۔

شنگھائی ۲۴ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ چین سے چاندی کے دو سو صندوق امریکہ لے جانے کے لئے امریکن جہازوں میں رکھے ہوئے ہیں لیکن جاپانی فوج نے ان کو روک لیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ چاندی چین کی نیشنل گورنمنٹ کی ملکیت ہے۔ اس امر کے متعلق امریکہ اور جاپان میں گفت و شنید شروع ہے۔

برلن۔ ۲۴ اکتوبر۔ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ حکومت جرمنی نے یہودیوں کو اپنی سابقہ نوآبادیات افریقہ میں جانے کی اجازت نہیں دی۔ اور اس سے یہ استنباط کیا جاتا تھا۔ کہ جرمنی اپنی نوآبادیات واپس لے گا۔ اور اسی لئے ابھی سے انہیں یہودیوں سے پاک رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن حکومت جرمنی نے اعلان کیا ہے۔ کہ اس وجہ سے کسی یہودی کو افریقہ جانے سے نہیں روکا گیا۔ اگر کسی کو روکا بھی گیا ہے۔ تو اس کی کوئی اور وجہ ہو گی۔

دہلی ۲۴ اکتوبر۔ بقول نامہ نگار ہندوستان ٹائمز فلسطین کے برطانوی ہائی کمشنر نے حکومت برطانیہ کو مشورہ دیا ہے۔ کہ فلسطین کے اعراب کے ساتھ مصالحت کر لی جائے۔ اس کے بغیر وہاں امن کا قیام محال ہے۔ صلح کی شرائط صرف مفتی اعظم کے ساتھ ہی طے کی جا سکتی ہیں۔

لنڈن ۲۴ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ہسپانوی مراکش میں عربوں نے جنرل فرینکو کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ فرینکو نے فوجیں وہاں بھیجدی ہیں جس نے عرب لیڈروں کو گرفتار کر لیا ہے۔

بمبئی ۲۴ اکتوبر۔ لارڈ لنلتھگو وائسرائے ہند معہ لیڈی لنلتھگو آج صبح جہاز سے یہاں اترے اور اپنے عہدے کا چارج لے لیا۔ اور آج شام ہی دہلی روانہ ہو گئے۔ لارڈ برابوان چارج دینے کے بعد کلکتہ روانہ ہو گئے ہیں۔ جہاں گورنری کا چارج لے لیں گے۔

لنڈن ۲۴ اکتوبر۔ تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ حکومت ہنگری نے چیکوسلواکیہ کی تجاویز کو نامنظور کر دیا ہے۔ اور اب اپنی طرف سے تجاویز پیش کرے گی۔ چیکوسلواکیہ کے پریذیڈنٹ جنرل سدووے نے اعلان کیا ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو گا۔ ہم اپنے پڑوسیوں کے ساتھ امن کے معاہدات کریں گے۔

ٹوکیو۔ ۲۴ اکتوبر۔ کاگوشیما میں بحری طوفان کے نتیجہ کے طور پر ۲۶ء۱۲ اشخاص ہلاک اور ۵۹۰ مجروح ہو گئے۔ دو سو سے زائد اشخاص گم ہیں۔ دو ہزار سے زائد مکان بہہ گئے ہیں جس سے پانچ ہزار اشخاص بے خانماں ہو گئے ہیں۔ ٹوکیو میں بھی طوفان کے اثرات پہنچے جس سے دس ہزار مکانات پر پانی بھر گیا۔۔ اور بہت سے مسمار ہو گئے۔ یوکوہاما میں بھاری نقصان ہوا۔ یوکوہاما سے جہازوں کی روانگی ملتوی کر دی گئی ہے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی